رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کی خبر

۷ مئی سنہ ۱۹۱۸ء کی شام کو بمبئی بڑودہ میل سے حضرت خلیفۃ المسیح معہ رفقاء و حضرت ام المومنین بمبئی کو روانہ ہو کر ۸ مئی سنہ ۱۹۱۸ء کو حضور کا ارادہ دہلی اترنے کا تھا تاکہ اگر ممکن ہو تو جناب حاذق الملک صاحب سے بھی طبی مشورہ لیا جاوے۔ رات کا سفر تھا۔ تاہم مختلف مقامات پر احباب نے بعض سٹیشنوں پر حضرت صاحب کی زیارت کی۔ باوجود سفر اور ناسازی مزاج کے آپ نے اپنے خدام کو جو زیارت کے لئے حاضر ہوئے ملاقات کا موقعہ دیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ رات کو آپ سو نہ سکے اور شب بیداری کی وجہ سے نزلہ اور کھانسی کی شکایت محسوس ہوئی۔

۸ مئی کو بہر حال حضرت کا قیام دہلی میں ہوا۔ ۹ مئی سنہ ۱۹۱۸ء کو آپکی بمبئی کو روانگی کی تجویز تھی۔ قیام دہلی کے متعلق ابھی تک کوئی تفصیلی رپورٹ نہیں آئی۔ بمبئی میں حضرت کے قیام کے لئے باندرا ہل پر کوئی بنگلہ تجویز کیا گیا ہے جو سمندر کے کنارہ پر ہے۔ وہاں کے مفصل پتہ کی اطلاع انشاء اللہ بعد میں دیجائیگی۔ احباب اپنے محسن و مخدوم آقا کے لیے خشوع و خضوع سے دعاؤں میں مصروف رہیں تاکہ اللہ تعالیٰ بہت جلد ہمیں ان فیوضات سے بہرہ ور ہونیکا موقعہ جو آپ کی ذات سے پہونچ رہے تھے۔ حضرت کے ہمراہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے علاوہ مولوی فاضل شیخ عبد الرحمٰن صاحب نومسلم مصری اور شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی اور مولوی عطا محمد صاحب ہیں۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد آپکو فائز المرام واپس لاوے۔ آمین۔

اطلاع

فصل ربیع کی برداشت کے وقت مزدوروں کے ملنے میں عام طور پر بھی دقت ہوتی ہے۔ مگر اس سال خصوصیت سے مشکلات درپیش ہیں۔ عملہ پریس کے مزدوروں کی سخت تکلیف ہے بمشکلوں سے ۸ صفحہ کا اخبار ہی شائع کیا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ رحم کرے)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر پبلشر کے شائع ہوا

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح جیسا کہ قارئین الحکم کو معلوم ہے طبی مشورہ اور تبدیل آب و ہوا کے لئے قادیان سے لاہور جانے کے لئے ۳ مئی ۱۹۱۸ء کو بعد نماز عصر روانہ ہوئے اور ۴ مئی ۱۹۱۸ء کو لاہور پہنچ گئے۔ ریلوے سٹیشن لاہور پر جماعت لاہور استقبال کے لئے موجود تھی۔ حضرت احمدیہ ہوسٹل میں فروکش ہوئے۔

اس رپورٹ میں میں ضمنی باتوں کا ذکر نہیں کرونگا۔ صرف ان امور کا تذکرہ ان شاء اللہ کیا کرونگا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی زندگی کے کسی خاص پہلو پر روشنی ڈالنے والے ہوں۔

وسعتِ اخلاق

ہماری یا کسی اور قسم کی مشکل و ابتلا انسانی اخلاق کے پرکھنے کا بہترین معیار ہے اس حالت میں بڑے بڑے بہادر۔ قوی ہیکل دلیری اور شجاعت کی لاف زنی کرنے والوں کو دیکھا گیا ہے کہ موقعہ اور حالت کے عام اضطراب اور گبھراہٹ کو چھوڑ کر مزاج میں ایک چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے اور وہ بات بات میں بگڑتے اور اور پیر والوں کو گھورتے اور گھرکتے ہیں۔ میں حضرت خلیفہ ثانی کو مختلف اوقات میں بیماری کے حملوں میں دیکھا ہے۔ سفر میں بھی اور حضر میں بھی اگرچہ میرے لئے یہ نہایت ہی ناخوش کن واقعہ ہوتا ہے جب کبھی بھی نصیب اعدا آپ کو بیمار دیکھوں۔ مگر آخر قدرت کے اسباب عادیہ کے ماتحت تمام انسان ہیں خواہ وہ بادشاہ ہوں یا فقیر عالم ہوں یا جاہل۔ اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے مرسل و مامور مخلص و برگزیدہ نبی یا ان کے خلفاء و نائب۔ ان لوگوں کی مشکلات اور ابتلاؤں میں ایک اصطفا کا رنگ ہوتا ہے اور وہ حالت ان کی زندگی کی دوسروں کے لئے سبق آموز اور خدا تعالیٰ پر ان کے ایمان کے ایمان بخش ذریعہ ہو جاتی ہے پس سچ تو یہ ہے کہ وہ ابتلاؤں میں ڈالے جاتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ وہ مٹ جائیں بلکہ اس لئے کہ دوسروں کے لئے مایہ حیات ہوں اور انسانی زندگی کے اس شعبہ کے لئے اس زمانِ ابتلا میں ایک عملی درس دیں۔

غرض حضرت خلیفۃ المسیح کو علالت و ناسازی طبع کی حالت میں مجھے سفر و حضر میں دیکھنے کا موقع ملا ہے اور اس حالت میں جو اخلاق انسانی کا ایک عمدہ معیار ہوتا ہے انکو مطالعہ کیا ہے اس ناخوشگوار موقعہ پر میں نے قادیان اور قادیان سے باہر لاہور تک کے سفر اور آج تک کے قیام لاہور میں بڑے غور سے دیکھا کہ کبھی آپ کے مزاج کو چڑچڑا نہیں پایا۔ باوجود ضعف اور تکلیف کے بھی ایک سکون و اطمینان کی حالت طاری رہی ہے احباب سے ملاقات کرنے میں آپ کا ہاتھ لمبا رہتا رہا۔ ہر چند مصافحہ کرنے اور اژدہام و انبوہ میں تکلیف ہوتی مگر آپ نے منع نہیں کیا جو لوگ شوق اور ارادت کے ساتھ اپنے کاروبار حرج کر کے بھی حاضر ہوئے ہیں انہیں مایوس نہیں کیا۔ ریلوے سٹیشن پر کثرت سے لوگ جمع تھے وہاں سے احمدیہ ہوسٹل میں وہ احباب موجود رہے ہر چند طبی مشورہ اور میرے جیسے دوسروں کی رائے یہ تھی کہ احباب آپ کے گرد ہجوم نہ کریں۔ اور ہم دوستوں کو بادل ناخواستہ منع بھی کرتے اور اکثر ادب کے خیال سے ہٹ بھی جاتے مگر جذبات محبت ان کے ادب و احترام کی تحریکوں کو دبا کر پھر آگے کر دیتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسن و احسان کا نظیر ہر شخص کے لئے اپنے ہاتھ بڑھا دیتا جو محبت و ارادت کی جذبات کی کشش لیکر حاضر ہوتا۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے ایک ناواقف حال اور واقعات سے بے خبر آپ کی حالت سکون و وسعتِ اخلاق کو دیکھ کر شاید وہم بھی نہ کر سکے کہ آپ نصیب اعدا ناساز ہیں۔

احمد و محمود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر خدا تعالیٰ کی ایک وحی نازل ہوئی تھی لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس اور اس وحی الٰہی کے ادب و احترام میں بھی لوگوں کی کثرت اور انبوہ سے باوجود اس دائمی علالت کے جو آپ کو تھی کبھی نہ گبھراتے۔ اسی الہام

ہی میں نے ان نظاروں کو بھی خدا کے فضل سے دیکھا۔ اور آپ کے جانشین اور موعود محمود کو دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی سنت اور اخلاقی قوت کے نمونہ میں اسیطرح مستعد ہے۔

بعض نظارے اور کوائف اس قسم کے ہوتے ہیں کہ کوئی قلم حتی مصور کی سعی و کوشش بھی اس کے اظہار میں کامیاب نہیں ہو سکتی اس لئے میں آپ کی اخلاقی وسعت کے مشاہدات کو پورے طور پر پیش کرنے سے قاصر ہوں۔ تاہم میرا مقصد یہی ہے کہ احباب جو اپنے پیارے کے پیارے عادات وحالات سے ان گھڑیوں میں جبکہ وہ اس کی ناسازی مزاج کی خبروں سے دل میں ایک اضطرابی کیفیت رکھتے ہیں خوش کروں اور کیا عجب ہم سے کوئی ان سے سبق لیکر اپنی زندگی اس موڑ میں ڈھالنے کے لیے طیار ہو جائے (خدا کرے سب ہوں)

غذا و دوا

بیماری کی حالت میں بیمار اور بیمار داروں کے لیے بڑا نازک اور غور طلب سوال غذا و دوا کا ہوتا ہے اور پرہیز کا اس سے بھی اہم سمجھئے۔ مریض ہے اس کی طبیعت بعض دفعہ ان چیزوں کو للچاتی ہے جو اس کی صحت کی حالت میں مضر ہوں لیکن حالت مرض میں اس کے لیے طبی اصولوں کے لحاظ سے قطعاً جائز اور درست نہ ہوں۔ اور دوسری طرف جو غذا۔ اس کے لئے طیار کی جاتی ہیں وہ اپنی سادگی اور چٹپٹا پن نہ ہونے کی وجہ سے بدمزا اور کھانے کے رغبت اور اشتہا کو بند کرنے والی نظر آتی ہے ہم سب "مریض کا کھانا" کی اصطلاح سے واقف ہیں۔ پھر غذا اور پرہیز کے سوال کے ساتھ ادویات کا سوال اور بھی اہم اور مشکل ہوتا ہے۔ دوا دوا ہوتی ہے اور اس میں ذائقہ کی خوشگواری اور رنگ و بو کا سوال غیر ضروری سمجھا گیا ہے اگرچہ جدید طبی تکشفات اور دواسازی کے نئے اصولوں نے اس امر کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔ مگر پھر بھی یہ مشکل مرحلہ ہوتا ہے میں نے حضرت خلیفہ ثانی کو دیکھا ہے کہ جو دوا آپ کے لئے تجویز کر دی جاوے وہ کیسی ہی بدمزا اور تلخ و تیز کیوں نہ ہو آپ اسے پی جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی میں نے دیکھا ہے ادویات کے متعلق آپ کا یہی عمل بھی تھا۔

ایک گذری ہوئی بات

ایک مرتبہ خارش کی وجہ سے ایک دوائی کا پیالہ آپ طیار کیا کرتے تھے اور اسے پی لیا کرتے تھے حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ نے بھی ایک دن وہ پیالہ پینا چاہا اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے فوائد کا ذکر کیا تھا کہ اس کے تمام اجزاء بڑے مصفی خون ہیں۔ لیکن جب انہوں نے اس پیالہ کا ایک گھونٹ پیا تو کہنے لگے کہ اس کی تلخی تو میرے ناخنوں تک نکل گئی اور انہیں اس امر نے حیرت میں ڈالدیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسی تلخ ترین چیز کو کس طرح پی جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت خلیفہ ثانی کو دیکھا ہے کہ وہ دوا کے متعلق کبھی اس کے ذائقہ یا رنگ و بو کا خیال نہیں کرتے۔ ایسا ہی غذا اور پرہیز کے متعلق۔

اس سے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ زبان کے ذائقہ کی اسیری اور اطعمہ لذیذہ کی خواہش میں گرفتاری نے دنیا میں بعض اوقات عجیب عجیب مشکلات پیدا کئے ہیں۔ مگر یہ وجود اپنی قوت ذائقہ پر بھی حکومت رکھتا ہے۔ پھر غذا کے متعلق ایک قابل غور بات یہ ہے کہ بعض اوقات کسی وجہ سے اس میں دیر ہو جاتی ہے تو میں نے نہیں دیکھا کہ بیتاب ہو کر گھر والوں یا ان لوگوں کو جن کے متعلق یہ انتظام ہو وہم کائیں یا گھبراہٹ میں ڈالدیں۔

میں ایک دن آپ کی عیادت کو اندر گیا (یہ قادیان کا واقعہ ہے) اس دن ضعف بھی تھا میں جس وقت حاضر ہوا تھا یہ کوئی ۳ بجے کے قریب کا وقت تھا اور اس وقت کوئی غذا طیار نہیں تھی۔ اور جو طیار تھی وہ سا گودانہ تھا اور تجویز کیا گیا تھا وہ یخنی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے میرے سامنے دریافت کیا کہ حضور نے یخنی پی لی۔ فرمایا ابھی تک تو نہیں۔ کچھ بھی کھایا۔ کچھ نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا فوراً غذا لاؤ۔ چنانچہ میرے سامنے وہ سا گودانہ آ گیا۔ آپ

ہے منہ سے لگایا اور بہت ہی تھوڑا سا منہ میں لیا۔ طبیعت نے
قبول نہیں کیا۔ چھوڑ دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کیوں فرمایا یہ ساگودانہ
ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا یخنی لاؤ۔ مگر وہ موجود نہ تھی اس وقت۔
لیکن حضرت نے کسی کو کچھ نہیں کہا۔ کہ کیوں طیار نہ تھی۔ اور بعد میں
فوراً ہی وہ طیار ہوگئی۔ ورنہ اس نامرغوب غذا کے متعلق کچھ کہا
دراصل یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کے ارشادات
پر عملی نظر کا نتیجہ ہے آپ نے ایسی ہی تعلیم دی ہے کہ اگر کوئی
کھانا مرغوب نہیں تو اس میں عیب نہ نکالو۔ چھوڑ دو۔ ہمارے
احباب اکثر جانتے ہونگے اور بہت عملی طور پر واقف ہوں گے
کہ ہم اپنے گھروں میں صرف نمک کی کمی بیشی پر کیا محشر بپا کر دیا کرتے
ہیں۔ مگر ایک وجود ہے جس کا وجود سب سے زیادہ عزیز ہے
پھر وہ بیمار ہے اس کی غذا میں غلطی سے غفلت ہو جاتی ہے
ضعف ہے جس کے لئے فاقہ سخت مضر ہے۔ مگر تیمارداروں
کی محض غفلت یا فروگذاشت باوجود تکلیف کے بھی آپ کو جوش
میں نہیں لاتی ہم اپنے گھروں میں اس سے سبق لیکر اپنی زندگیوں
میں کوئی عملی روح اس خصوص میں پیدا کرسکیں تو یہ خدا کے خاص
فضل کی بات ہوگی

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ ناسازی مزاج
ہمارے لئے عملی درس ہے۔ بیماری میں عملی حالت کا۔

لاہور میں ہی غذا کے متعلق ایک واقعہ پیش آیا۔ باورچی کو اپنی
مصروفیت میں یاد ہی نہ رہا کہ وہ اسے خود چکھ کر دیکھ لے کہ نمک
کا کیا حال ہے مگر حضرت نے اس کے متعلق اسکو تنبیہ نہ کی۔ اور
نہ ایسے طور پر اس کا اظہار فرمایا کہ وہ نادم ہوتا

مہمان نوازی

اکرام ضیف نیک لوگوں کی فطرت میں ہوتا
ہے حضرت خلیفۃ المسیح کو یہ خوبی اور وصف
ورثہ میں ملا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی تو
ایک طویل الذیل مضمون ہے ان شاء اللہ اسے نوٹس دی تو سیرۃ
حضرت کے شمائل و اخلاق میں اس پر بڑی سیر کن بحث ہوگی۔ مجھکو
اس وقت صرف خلیفۃ المسیح کی مہمان نوازی کے ذکر سے احباب کے
ایمان کو بڑھانا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت خود سفر میں ہیں۔ بیمار ہیں
اور پھر اس وقت مکرمی مستری محمد موسیٰ کے اخلاص محبت نے
حضرت اور آپ کے ہمراہیوں کی مہمانداری کا ذمہ اپنے اوپر
لے رکھا (۵ مئی ۱۹۱۹ء کی شام تک) اور مستری صاحب اور ان
کے بچے بہت محبت اور اخلاص سے اس کام میں مصروف ہیں
اور حتی الوسع کوئی تکلیف نہ ہونے دینے کا تہیہ کرتے ہیں۔ حضرت
کی علالت کی خبر اور پھر آپ کے قیام نے بعض قریب قریب کے دوستوں
کو لاہور پہنچ جانے پر مجبور کیا احمدیہ ہوسٹل کے طلباء کے اخلاص و
ارادت نے بہت خوش کن نمونہ دکھایا۔ انہوں نے اپنی چارپائیاں
اور بستر تک اپنے مہمانوں کے لئے دیدیئے اور آپ صرف یہ
کہ زمین پر سوتے ہیں بلکہ رات کو پہرہ بھی دیتے ہیں۔

آنے والے مہمان محبت اور اخلاص کے جذبات سے متاثر
ہو کر چلے آتے ہیں اور اس طرح پر مسافرت کی حالت میں ان کی
وجہ سے مہمانداری کے لوازم میں کسی ناظم کو تکلیف ہو یا وہ محسوس
کرے مگر شکر خدا پر ایمان لانے والے اور اس کے برگزیدہ بندے
اخلاص و ارادت کے ساتھ آنیوالوں کی خاص طور پر قدر کرتے ہیں
اور دراصل ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے ایک قسم کے نشانات ہوتے
ہیں ۵ مئی ۱۹۱۹ء کی شام کو ہم میں سے کسی کی غلطی سے مہمانوں
کی کچھ دلشکنی ہوئی۔ ۶ مئی کی صبح کو حضرت خلیفۃ المسیح کے علم میں
یہ بات آئی تو آپ نے اس کا از بس احساس فرمایا اسی وقت مہمانوں
کے لئے تسلی اور بشارت آمیز پیغام بھیجا۔ کہ آج سے دونوں وقت
میرے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھایا کریں۔

کہنے کو یہ معمولی بات ہے مگر اس اخلاقی اعجاز کے مختلف پہلوؤں
پر نظر کرو۔ حضرت کی طبیعت ناساز آپ کے لئے کھانے کے اوقات
کی حفاظت ضروری دوسری طرف مہمانوں کے کھانے کی طیاری

میں توقف ہو جانا ممکن بلکہ یقینی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اس وقت تک کھانا تناول فرمانے میں توقف فرماتے ہیں جب تک سب کے سب جمع ہو کر دسترخوان پر نہ بیٹھ جاویں۔ گویا اپنے آرام کو محض اس لئے کہ مہمانوں کی دلشکنی نہ ہو آپ اس طرح پر قربان کرتے ہیں۔

اکرام ضیف کی یہ روشن مثال ہمارے سبق دینے کے لئے کافی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مہمان کا دل شیشہ سے بھی زیادہ نازک ہوتا ہے اور ہمیشہ ان لوگوں کو جن کے سپرد مہمانوں کی خدمت ہوتی تاکید کرتے رہتے اور خود بڑے غور سے نظر رکھتے کہ کسی مہمان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ مولوی حسن علی مرحوم نے حضرت کی مہمان نوازی میں اپنے لئے پان مہیا کرنیکا ایک واقعہ لکھا ہے اور حضرت کے اس فعل نے ان کے قلب پر خارق عادت اثر ڈالا ٭

غرض سفر میں باوجود علالت مزاج کے بھی حضرت کو اپنے خدام اور احباب کی مہمان نوازی اور آرام کا اس قدر خیال ہے کہ وہ اپنے آرام کو قربان کر دینا آسان سمجھتے ہیں آپ نے اس عملی طریق سے ناظمین کو ایک سبق دیا۔ کہ وہ نہ ان آنیوالوں کی کثرت سے گھبرائیں اور نہ اس کا احساس کبھی رکھیں خود کریں اور نہ مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف کا احساس ہونے دیں۔

غرض آپ کو مہمانوں کی خاطر بیت عزیز احمد محمود صاحب سے باوجودیکہ آپ خود سفر میں تھے اور بیمار تھے مگر اس حالت میں بھی اپنے خادمین کو آپ نہیں بھولے اور یونہی معلوم ہوا کہ آپ کے خدام کی دلشکنی کی کوئی بات ہوئی ہے آپ نے اس کی تلافی اور انسداد کی طرف توجہ کی۔

وہ قوم مبارک ہے جو ایسے مونس و غمگسار امام کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور ابدی مبارک ہے وہ وجود جس کو ایسا دل دیا گیا ہے ٭

لاہوری احباب کا اخلاص

حضرت خلیفۃ المسیح کے ورود لاہور پر جماعت لاہور کے ہر فرد نے اپنی ہمت۔ حوصلہ اور دائرہ محبت کے اندر عملی اخلاص کا اظہار فرمایا۔ مگر یہ نہایت بے مروہ فروگذاشت ہو گی اگر میں بعض احباب کا خاص طور پر ذکر نہ کروں۔ مستری محمد موسیٰ اور ان کا خاندان نہایت اخلاص کے ساتھ حضرت اور آپ کے خدام کی خدمت گذاری کے لئے ہر وقت مستعد رہا۔ اور پہلے چار وقتوں تک انہوں نے ہی تمام اخراجات خورد و نوش کو بڑی مسرت کے ساتھ برداشت کیا۔ گویا چار وقت تک ان کی دعوت تھی۔ اس کے بعد لاہوری جماعت کے نوجوان ممبروں کی انجمن الاخوان کے کارکنوں نے حضرت کے قیام لاہور تک کے تمام اخراجات خورد و نوش کا سامان کیا۔ سید دلاور شاہ میاں محمد شریف صاحب وکیل اور حضرت میاں چراغ دین صاحب کے خاندان کے اخلاص بھی گداز ممبروں اور دوسرے دوستوں نے ملکر بہت ہی جلد کل انتظام کر لیا۔ اور ایسے بڑے پیمانہ پر کیا کہ جس قدر مہمان بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ ۷ مئی ۱۹۱۸ء سے ان کا انتظام شروع ہوا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح تو تبدیل آب و ہوا کے لئے طبی ضرورت کے لئے آگے جا رہے تھے اس لئے ۸ مئی ۱۹۱۸ء کی شام کو لاہور سے روانگی مقرر ہو گئی۔ مگر جماعت لاہور کا ہر فرد یہی چاہتا تھا کہ آپ یہاں ہی قیام کریں۔ میں تمام دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص و ارادت اور جوش و عقیدت میں اس سے بھی بڑھ کر ترقی دے ٭

مکرمی حکیم محمد حسین صاحب قریشی سیکرٹری انجمن احمدیہ لاہور نے جماعت لاہور کی طرف سے ایک سو روپیہ نقد ضروریات سفر کے لئے پیش کیا۔

غرض قیام لاہور میں لاہوری جماعت کا انتظام ہر طرح قابل اطمینان اور خوش کن تھا اور مجھے یہ دیکھ کر گذشتہ زمانہ یاد آ جاتا تھا

کہ ایک بار جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے اور احباب وہاں جمع ہوئے۔ لاہور کی جماعت نے جس کے لیڈر اس وقت وہ لوگ تھے جو آج قطع تعلق کر چکے ہیں ان میں سے ایک اپنی تنگدلی کا اظہار کھانا کھانے کے وقت کیا کرتا تھا خدا نے ان کی جگہ اب وہ جماعت قائم کر دی جو اس قسم کے خیالات سے پاک اور حضرت خلیفۃ المسیح کے گرد پروانوں کی طرح پھرتی اور آپکے خادموں کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کو طیار ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اس حصہ کو ختم کرتے ہوئے میں احمدیہ ہوسٹل کے طلباء کا ذکر خیر بھی کرنا چاہتا ہوں انہوں نے اپنے اخلاص اور محبت کا جو اظہار کیا وہ بہت قابل قدر ہے۔ انہوں نے اپنے آرام کو اپنے پیاروں پر نثار کر دیا خدا تعالیٰ انہیں اپنے مقاصد میں اس سے بھی زیادہ اخلاص کے ساتھ کامیاب کرے ؛

ایک ہندو ڈاکٹر کا حسن اخلاص

پنڈت ڈاکٹر بالکشن صاحب لاہور کے ممتاز تجربہ کار اور حاذق ڈاکٹروں میں سے ہیں دور دور سے لوگ ان سے طبی مشورہ کے لئے آتے ہیں اور وہ نہایت توجہ اور فکر سے اپنے مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ ہمارے ڈاکٹروں نے بھی یہ پسند کیا کہ ان سے مشورہ لیا جاوے۔ ڈاکٹر صاحب نے نہایت غور سے تشخیص کے بعد طبی مشورہ دیا جس امر کا مجھکو یہاں ذکر کرنا ہے وہ کچھ اور ہے کسی مریض کو طبی مشورہ دینا ہر چند ڈاکٹر صاحب کے پیشہ کے فرائض میں سے ایک امر ہے مگر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے طبی معائنہ اور مشورہ میں اس خصوصیت کو مدنظر رکھا کہ وہ ایک کثیر جماعت کے امام کی قیمتی زندگی کا زبردست احساس اپنے اندر رکھتے ہیں۔ نہایت اخلاق اور تکریم کے جذبات سے لبریز دل کے ساتھ انہوں نے بڑی دیر تک حضرت کا معائنہ کیا اور مشورہ دیا۔ اور آخری مرحلہ پر جب فیس پیش کی گئی تو صاف انکار کر دیا کہ بھلا میں آپ سے کیسے لے سکتا ہوں ؛

یہ بالکل سچ ہے کہ ان سکوں کے دینے اور لینے والے اپنی اپنی پوزیشن کے لحاظ سے اس امر کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے تھے کہ ان سکوں کے نکلنے سے جیب پر کچھ اثر پڑتا ہے یا دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہر ایک اس حصہ میں مستغنی تھا۔ لیکن جس رنگ میں ڈاکٹر صاحب نے عذر کیا وہ ان کے اخلاق و احساس کا پتہ دیتے تھے۔ خدا کے برگزیدہ بندوں کی تعظیم و تکریم کے جذبات انسان کے لئے بہت بڑی مرادوں اور کامیابیوں کے وارث بنا دیتے ہیں۔ اس لئے میں تو خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے محبت اور اخلاق کے یہ جذبات ایسا ثمرہ حاصل کرینگے جو بہت قیمتی اور خوش گوار ہوں گے ؛

لاہور سے روانگی

آخر لاہور کے قیام کے بعد حضرت ۶ مئی سنہ ۱۹۱۸ء کی شام کو بمبئی بڑودہ میل سے اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے نیچے بمبئی کے ارادہ سے روانہ ہو گئے سٹیشن پر احباب کا بہت بڑا اژدہام تھا مگر میں نے حضرت کا غور سے مطالعہ کیا کہ باوجودیکہ کثرت مردمان ان کی صحت پر اثر انداز ہوتی لیکن آپ ہر شخص سے بخندہ پیشانی مصافحہ کرتے اور جو کچھ وہ عرض کرتا اسے بغور سن لیتے۔ گاڑی کی روانگی تک یہی کیفیت رہی اور آخر بمبئی بڑودہ ہمارے محبوب کو لیکر دہلی کو روانہ ہو گئی۔

بہ سفر رفتنت مبارک باد ؛ بسلامت روی باز آئی

اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مصلحت نے چند روز کے لئے حضرت امام کو بمبئی جانے پر مجبور کیا ہے ان لوگوں کی نقل و حرکت مصالح الٰہیہ کے ماتحت ہوتی ہے خدا جانے کس قدر سعادت مند مگر کمزور روحیں انکو بلا رہی ہیں۔ جن کی تربیت اس وجود کے وہاں پہنچنے پر موقوف ہو۔ بہرحال حضرت فی الحال بمبئی تشریف لے گئے ہیں۔ احباب دعاؤں میں التزاماً مصروف رہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ سفر ہر قسم کی برکات اور فوز و فلاح کا موجب ہو۔ آمین

روانگی تک حضرت کی صحت الحمدللہ ترقی کر رہی ہے اور ضعف قویٰ سے تبدیل ہو رہا ہے الحمدللہ علی ذالک ؂

شان اولوالعزمی کا اظہار

یہ مضمون ناتمام رہ جائیگا۔ اگر حضرت خلیفۃ المسیح کی اولوالعزمی کا ذکر نہ کروں۔ اکثر دیکھا ہے کہ آپ جب ایک عزم کر لیتے ہیں۔ تو پھر توکلاً علی اللہ اس کو عملی صورت دینے میں ذرا بھی تامل نہیں ہوتے باوجود ضعف کے تبدیل آب ہوا کے لئے ایک عزم کر چکے تھے پھر چند مختلف صورتیں اور دقتیں اس سفر کے متعلق پیش ہوئیں بمبئی کی آب ہوا کے متعلق بھی عرض کیا گیا اور اکثر احباب کا منشاء تھا کہ آپ پہاڑ پر تشریف لے جائیں لیکن چونکہ عزم ہو چکا تھا اسے فسخ نہیں کیا تیرہ مئی کو روانگی کا عزم مصمم ظاہر کیا اور چل ہی پڑے یہ اولوالعزمی کی شان ہمت بلند اور وسعت حوصلہ کا ہم کو سبق دے رہی ہے اللہم زد فزد ؂

اعتذار

گذشتہ ہفتہ کا **الحکم** میری غیر حاضری میں اور پریس کے خراب ہونے کی حالت میں چھپ کر شائع ہوا۔ عزیزی محمود احمد نے کوشش کی کہ وقت پر نکل جاوے ان مشکلات اور دقتوں کے باعث اس کی صحت اور طباعت کی صفائی کا پورا خیال نہیں رکھا جا سکا۔ مجھے افسوس ہے کہ ایسا ہوا۔ مگر ناظرین **مجبوریوں** کو مد نظر رکھ کر معاف فرمائیں گے ؂

۴۴ درجہ دوم میں حضرت میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور جو پہلے بھی الحکم کو عـــہ سالانہ ہی دیتے رہے ہیں۔

(۲) بابو عبد الرحمن صاحب ہیڈ سرشتری کلارک ؂

معاونین وانصار الحکم

معاونین وانصار الحکم کی مطلوبہ تعداد کے پورا کرنے کی رفتار سست ہے اور میں اپنے دوستوں کو اس کا جوابدہ نہیں سمجھتا۔ بلکہ میں خود ہی اس کا موجب ہوں اس لئے کہ تحریک بہت ہی کم ہوئی ہے۔ بلکہ کہنا چاہیئے نہیں ہوئی۔ اس کا اصلی باعث میری مصروفیت ہے۔ جیسا کہ احباب کو معلوم ہے **چھ گھنٹہ** روزانہ مجھے سلسلہ کی خدمت کے لئے اسسٹنٹ سیکرٹری صدر انجمن کی حیثیت میں کام کرنا پڑتا ہے۔ پھر الحکم کے لئے خود ہی ایڈیٹر۔ منیجر۔ اور کلارک کے فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں ابھی تک میں اس قابل نہیں ہوا کہ اپنے مربیوں کو زور دار تحریک کر سکوں۔ دوسری طرف میرے معاصرین الحکم کے متعلق کسی تحریک کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ ان حالات میں تحریک جس قدر سست ہو کم ہے باایں ہمہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جو الحکم ایسے **مربیون** کی سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے جو خود اس کی ضرورتوں اور بقا کا احساس کر رہے ہیں۔ مجھکو یہ یقین ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ وقت آ رہا ہے کہ الحکم اپنی **اصلی پوزیشن** کو حاصل کر سکے گا۔

میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ الحکم کا مستقبل اس پر موقوف ہے کہ

۵۰ مربی بیس روپیہ سالانہ دیں اور ایک سو دس روپیہ سالانہ اور پچاس والنٹیر اس کی ترقی اشاعت کا کام ہاتھ میں لیں اور دس دس خریدار دیں۔

اس تعداد کو پورا کرنا ہے۔ مجھ سے جہاں تک ہو سکتا ہے میں خاص طور پر تحریک کرتا ہوں مگر احباب خود اپنا فرض فرض سمجھیں ؂

اس وقت تک الحکم خدا کے فضل سے اپنے وقت پر شائع ہو رہا ہے۔ اور اگر اسی طریق پر احباب کی توجہ رہی تو اس کے شاندار مستقبل کی خدا کے فضل پر بڑی بڑی امیدیں ہیں اس کے بعد میں مندرجہ ذیل مربیان الحکم کا ذکر کرتا ہوں۔ ؂

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نادر و نایاب تحریریں

حقیقت الفاتحہ

الحمد للہ رب العالمین۔ تمام محامد جو عالم میں موجود ہیں اور مصنوعات میں پائے جاتے ہیں وہ حقیقت میں خدا ہی کی تعریفیں ہیں اور اسی کی طرف راجع ہیں کیونکہ جو خوبی مصنوع میں ہوتی ہے وہ حقیقت میں صانع کی ہی خوبی ہے آفتاب دنیا کو روشن نہیں کرتا حقیقت میں خدا ہی روشن کرتا ہے اور چاند رات کی تاریکی نہیں اٹھاتا حقیقت میں خدا ہی اٹھاتا ہے۔ اور بادل پانی نہیں برساتا۔ حقیقت میں خدا ہی برساتا ہے۔ اسیطرح جو ہماری آنکھیں دیکھتی ہیں وہ حقیقت میں خدا ہی کی طرف سے بینائی ہے۔ اور جو کان سنتے ہیں وہ حقیقت میں خدا ہی کی طرف سے شنوائی ہے۔ اور جو عقل دریافت کرتی ہے وہ حقیقت میں خدا ہی کی طرف سے دریافت کرتی ہے اور جو کچھ آسمان اور زمین کے عناصر اوصاف جمیلہ دکھلائے ہیں اور ایک خوبصورتی اور تر و تازگی جو مشہود ہو رہی ہے۔ حقیقت میں وہ اسی صانع کی صنعت ہے۔ جسے اپنی صفت کاملہ کے کمال سے ان چیزوں کو بنایا اور پھر بنانے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کے ساتھ ایک رحمت شامل رکھی ہے جس رحمت سے اس کا بقا اور وجود ہے اور پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ہر ایک چیز کو اپنے کمال اعلیٰ تک پہونچاتا ہے جس سے قدر و قیمت اسی شئے کی کھل جاتی ہے پس حقیقت میں محسن اور منعم بھی وہی ہے اور جامع تمام خوبیوں کی بھی وہی ہے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین

اس جگہ ایک اور نکتہ ہے اور وہ ہے کہ جس قدر اس عالم ظاہری میں اوصاف باری مشہود اور محسوس ہو رہی ہے ویسے ہی باطنی طور پر بھی اس کے اوصاف ہیں مثلاً ایک روشنی تو وہ ہے جو بذریعہ اپنے مصنوع چاند اور سورج کے خدا تعالیٰ دنیا پر چمکاتا ہے اس کے مقابلہ پر ایک روشنی اور بھی ہے جس کے چاند اور سورج کتب الہامیہ ہیں۔ جیسے وہ روشنی چاند اور سورج سے نکلتی ہے اور اکثر حصہ عالم کو گھیر لیتی ہے۔ ویسے ہی یہ روشنی بھی کتاب الہامی سے نکلتی ہے اور اکثر معمورہ پر ہوتی ہے اور جس طرح چاند اور سورج کی قوت کو تمام افعال طبعی کا مئیات الارض میں کسی نہ کسی قدر دخل ہے مثلاً گو ہم ہوا سے سنتے ہیں لیکن علت العلل اس کی چاند اور سورج کی طاقت ہے اسی طرح ہمارے تمام کھانے پینے دیکھنے چلنے سونے جاگنے میں۔ چاند اور سورج کے تصرفات پائے جاتے ہیں کہ کچھ انہیں نظری اور کچھ بدیہی ہیں۔ اسیطرح کتب الہامیہ کی طاقت سے نظام عالم وابستہ ہے اور جو شخص عقل پر کفایت کر کے کتب الہامیہ سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے وہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی چراغ کو روشن کر کے آفتاب سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے ٭

قرآنی صداقتوں کا جلوہ گاہ

قرآنی صداقتوں کے جلوہ گاہ کے لئے ۸۰۰ چھوڑ ابھی چار سو درخواستیں بھی پوری نہیں ہوئیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ احباب اب ابھی اس گرامی قدر **تصنیف حضرت مسیح موعود** علیہ السلام کے لینے کو طیار نہیں ہوئے۔ میں انتظار کرونگا جب تک پوری ۸۰۰ درخواستیں ہوں۔ میں نے لکھا تھا کہ ۸۰ آدمی دس دس جلدیں خریدیں تو ایک ہفتہ میں یہ تعداد پوری ہو سکتی ہے دو سو جلدوں کی درخواستیں آچکی ہیں ۶۰۰ باقی ہیں۔

ایڈیٹر